محرم الحرام سے متعلق

63 سوالات

اور

علمائے اہلسنت کے علمی جوابات

مرتب:

مفتی محمد زبیر احمد قادری

جامعہ رضاء العلوم

نیو ماڈل ٹاؤن ڈیرہ غازیخان

فہرست

سوالات اور ان کے جوابات

سوال 1......تعزیہ بنانا اور دیکھنا کیسا ہے؟

جواب....... سیّدی اعلیٰ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں، تعزیہ معصیت ہے تعزیہ بنانا دیکھنا جائز نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید، ج ۲۱ ص ۱۵۵، ج ۲۴ ص ۴۸۹)

سوال 2...... شرع میں تعزیے کی اصل کیا ہے؟

جواب....... فرمانِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ: تعزیہ ممنوع ہے شرع میں کچھ اصل نہیں اور جو کچھ بدعات اُن کے ساتھ کی جاتی ہیں سخت ناجائز ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید، ج ۲۴ ص ۴۹۰)

سوال 3...... کیا تعزیہ بنانا کفر و شرک ہے؟

جواب....... اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، تعزیہ ضرور ناجائز و بدعت ہے مگر حاشا کفر نہیں۔مزید ایک مقام پر فرمایا، تعزیہ بنانا شرک نہیں یہ وہابیہ کا خیال ہے ہاں بدعت و گناہ ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید، ج ۲۱ ص ۲۲۱، ج ۲۴ ص ۵۰۴)

سوال 4...... تعظیم کرنا تعزیے کی شرعاً کیسا ہے؟

جواب....... اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، تعزیہ بنانا، دیکھنا جائز نہیں اور تعظیم و عقیدت سخت حرام و اشد بدعت۔اللہ تعالیٰ مسلمان بھائیوں کو راہِ حق کی ہدایت فرمائے۔آمین

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید، ج ۲۴ ص ۴۸۶)

سوال 5...... تعزیے پر منت ماننا کیسا ہے؟

جواب....اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں،تعزیہ پر منت ماننا باطل وناجائز ہے۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید، ج ۲۴ ص ۵۰۱)

سوال 6...... کیا تعزیے کے ذریعے حاجتیں پوری ہوتی ہیں؟

جواب....... اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، تعزیہ کو حاجت روا یعنی ذریعہ حاجت روا سمجھنا جہالت پر جہالت ہے۔(ص ۴۹۹)

سوال 7......سنا ہے اگر کسی نے تعزیہ بنانے کی منت مانی توضرور بنانا چاہئے ورنہ نقصان ہوگا، کیا یہ بات دُرست ہے؟

جواب....... اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، تعزیہ بنانا بدعت و گناہ ہے (لہٰذا) نہ کرنے کو باعثِ نقصان خیال کرنا زنانہ وہم ہے مسلمان کو ایسی حرکات و خیال سے باز آنا چاہئے۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید، ج ۲۴ ص ۴۹۹ اور ۵۰۳)

سوال 8...... اگر کوئی مسلمان تعزیہ بنائے تو کتنا گناہ ہے؟

جواب....... اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، بدعت کا جو گناہ ہے وہ ہے، گناہ کی ناپ تول دُنیا میں نہیں۔(ج ۵۰۹، ۵۱۰)

سوال 9...... تعزیہ بنانے والوں کو تعزیہ بنانے کیلئے چندہ دینا یا تعزیہ بنانے میں مدد کرنا کیسا ہے؟

جواب....... اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، تعزیہ میں کسی قسم کی امداد جائز نہیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

ولا تعاونو علی الاثم والعدوان۔ (پ ٦، سورۃ المائدہ: ٢)

گناہ اور زیادتی کے معاملات میں ایک دوسرے کی مدد نہ کیا کرو۔

مزید ارشاد فرماتے ہیں، علم، تعزیے میں جو کچھ صرف ہوتا ہے سب اسراف وحرام ہے۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید، ج ۲۴ ص ۵۰۵)

سوال 10...... تعزیے پر جو مٹھائی چڑھائی جاتی ہے، کیا اس کو کھا سکتے ہیں؟

جواب....... اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، تعزیہ پر جو مٹھائی چڑھائی جاتی ہے اگرچہ حرام نہیں ہو جاتی مگر اس کے کھانے میں جاہلوں کی نظر میں ایک امر ناجائز شرعی کی وقعت بڑھانے اور اسکے ترک میں اس سے نفرت دلائی ہے لہٰذا نہ کھائی جائے۔(ص ۴۹۱)

سوال 11...... علم، تعزیہ دیکھنے کیلئے گھروں سے نکلنا کیسا ہے؟

جواب....... اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، جو کام ناجائز ہے اسے تماشے کے طور پر دیکھنے جانا بھی گناہ ہے۔

(ج ۲۴ ص ۴۹۹)

مزید ایک مقام پر ارشاد فرماتے ہیں، علم، تعزیے، مہندی ان کی منت، گشت، چڑھاوے، ڈھول، تاشے، مرثیے، ماتم، مصنوعی کربلا کو جانا، عورتوں کا تعزیے دیکھنے کو نکلنا یہ سب باتیں حرام و گناہ و ناجائز و منع ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید، ج ۲۴ ص ۴۹۸)

سوال 12......شہدائے کربلا کے روضوں کی تصویریں اور نقشے گھروں اور دکانوں میں آویزاں کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب....... اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور شہدائے کربلا رضی اللہ عنہم کے مقدس روضوں کی تصویر، نقشہ بنا کر رکھنا اور ان کو دیکھنا یہ تو جائز ہے کیونکہ یہ ایک غیر جاندار چیز کی تصویر یا نقشہ ہے لہٰذا جس طرح کعبہ، بیت المقدس، نعلین شریفین وغیرہ کی تصویریں اور ان کے نقشے بنا کر رکھنے کو شریعت نے جائز ٹھہرایا ہے اسی طرح شہدائے کربلا کے روضوں کی تصویریں اور نقشے بھی یقیناً جائز ہی رہیں گے لیکن ہر سال سینکڑوں ہزاروں روپے کے خرچ سے روضہ کربلا کا نقشہ بنا کر اس کو پانی میں ڈبو دینا یا زمین میں دفن کر دینا یا جنگلوں میں پھینک دینا یہ یقیناً حرام و ناجائز ہے کیونکہ یہ اپنے مال کو برباد کرنا ہے اور مسلمان جانتا ہے کہ مال کو ضائع اور برباد کرنا حرام و ناجائز ہے۔

(جنتی زیور تخریج شدہ، ص ۱۵۵، ۱۵۶)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ارشاد فرماتے ہیں، اگر (حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار شریف کا) صحیح نقشہ تیار کیا جائے جس کی زیارت کی جائے اسے دفن نہ کیا جائے بلکہ محفوظ رکھا جائے بلاشبہ جائز ہے۔

(فتاویٰ نعیمیہ، ص ۱۹۲)

سوال 13...... شہدائے کربلا رضی اللہ عنہم کی یاد میں ماتم کرنا اور نوحہ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب....... اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ماتم کرنا چھاتی پیٹنا حرام ہے نیز ماتم و نوحہ محرم ہو یا غیر محرم مطلقاً حرام ہے۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید، ج ۲۴ ص ۴۷۰۔ج ۲۴ ص ۴۹۶)

☆ رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں، میں بیزار ہوں اُس سے جو بھدرا لے کرے اور چلا کر روئے اور گریبان چاک کرے۔(بخاری و مسلم نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اسے روایت کیا)۔

(لے بھدرا ..... کسی کے مرنے پر ہندوؤں کی طرح بطور سوگ سر منڈانا)

☆ رسول اللہ عزوجل و ﷺ نے فرمایا، اللہ عزوجل جہنم میں نوحہ کرنے والوں کی دو صفیں بنائیگا ایک صف جہنمیوں کے داہنی جانب اور دوسری صف جہنمیوں کے بائیں جانب وہ جہنمیوں پر اس طرح بھونکتے ہوں گے جیسے کتے بھونکتے ہیں۔

(سرورِ خاطر ترجمہ قرۃ العیون، ص ۳۰)

سوال 14...... سنا ہے 10 محرم کو گھر میں چولہا جلانا، روٹی پکانا، جھاڑو لگانا نہیں چاہئے، کیا یہ بات دُرست ہے؟

جواب....... اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، یہ باتیں سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید، ج ۲۴ ص ۴۸۸)

تو معلوم ہوا 10 محرم عاشوراء کے روز گھر میں چولہا جلا کر روٹی سالن وغیرہ پکا بھی سکتے ہیں کھا بھی سکتے ہیں دوسروں کو کھلا بھی سکتے ہیں نیز گھر کی صفائی بھی کر سکتے ہیں جھاڑو پونچھ وغیرہ بھی لگا سکتے ہیں۔ہمارا اسلام ۱۰ محرم کو ان کاموں سے منع نہیں کرتا۔

اللہ غلط فہمیوں سے تمام مسلمانوں کو نجات عطا فرمائے۔آمین

سوال 15...... محرم شریف کے مہینے میں شادی بیاہ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب....... اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ماہِ محرم میں نکاح کرنا جائز ہے، نکاح کسی مہینے میں منع نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید، ج ۱۱ ص ۲۶۵۔ج ۲۴ ص ۱۹۳)

محترم جناب پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ ارشاد فرماتے ہیں، محرم، صفر یا سال کے کسی بھی مہینے میں نکاح کرنا منع نہیں ہے۔

(تفہیم المسائل، ج ۱ ص ۲۴۰)

محرم شریف میں کئے جانے والے خلافِ شرع کاموں کی نشاندہی فرمائیں۔

سوال 16.... محرم شریف میں کئے جانے والے خلافِ شرع کاموں کی نشاندہی فرمائیں.

جواب....... شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ڈھول تاشہ بجانا، تعزیوں کو ماتم کرتے ہوئے گلی گلی پھرانا، سینے کو ہاتھوں یا زنجیروں یا چھریوں سے پیٹ پیٹ کر اور مار مار کر اُچھلتے کودتے ہوئے ماتم کرنا، تعزیوں کی تعظیم کیلئے تعزیوں کے سامنے سجدہ کرنا، تعزیوں کے نیچے

کی ڈھول اُٹھا اُٹھا کر بطور تبرک چہروں، سروں اور سینوں پر ملنا، اپنے بچوں کو محرم کا فقیر بنانا کر محرم کی نیاز کیلئے بھیک منگوانا، سوگ منانے کیلئے خاص قسم کے کالے کپڑے پہن کر ننگے پاؤں گریبان کھولے ہوئے یا گریبان پھاڑ کر گلی گلی بھاگے پھرنا وغیرہ وغیرہ قسم کی لغویات اور خرافات کی رسمیں جو مسلمانوں میں پھیلی ہوئی ہیں یہ سب ممنوع و ناجائز ہیں اور یہ سب زمانہ جاہلیت اور رافضیوں (شیعوں) کی نکالی ہوئی رسمیں ہیں جن سے توبہ کر کے خود بھی ان حرام رسموں سے بچنا اور دوسروں کو بچانا ہر مسلمان پر لازم ہے اسی طرح تعزیوں کا جلوس دیکھنے کیلئے عورتوں کا بے پردہ گھروں سے نکلنا اور مَردوں کے ہجوم میں جانا اور تعزیوں کو جھک جھک کر سلام کرنا، یہ سب کام بھی شریعت میں منع اور گناہ ہیں۔

(جنتی زیور تخریج شدہ، ص ۱۵۶، ۱۵۷)

سوال 17...... محرم شریف میں دس روز تک کربلا والوں کی یاد میں سوگوار رہنا، سوگ منانا شرعاً کیسا ہے؟

جواب....... اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، محرم شریف میں دس روز تک سوگوار رہنا ممنوع و ناجائز ہے۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید، ج ۲۴ ص ۵۰۸)

مزید اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، شریعت نے عورت کو شوہر کی موت پر چار مہینے دس دِن سوگ کا حکم دیا ہے۔ اوروں کی موت کے تیسرے دن

تک اجازت دی ہے۔باقی حرام ہے اور ہر سال سوگ کی تجدید تو کسی کیلئے اصلاً حلال نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید، ج ۲۴ ص ۴۹۵)

سوال 18...... میدانِ کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُن کے رُفقاء پر جو ظلم و ستم کئے گئے اُنہیں پڑھ کر یا سن کر دِل غمگین ہو جائے، آنکھوں سے آنسو چھلک پڑیں، تو کیا یہ بھی منع ہے؟

جواب....... اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، جی نہیں۔جیسا کہ سرکارِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں:

ارے سنتے نہیں ہو بے شک اللہ نہ آنسوؤں سے رونے پر عذاب کرے نہ دِل کے غم پر (اور زبان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) ہاں اس پر عذاب ہے یا رحم فرمائے۔اس کو بخاری و مسلم نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الجنائز باب البکاء عند المریض، ج ۱ ص ۴۱۷)

اسی طرح فتاویٰ عالمگیری میں بھی ہے جامع المضمرات سے (بلند آواز سے رونا) اور بین کرنا جائز نہیں لیکن بغیر آواز کے رونااور آنسو بہانا ممنوع نہیں۔

(فتاویٰ ہندیہ کتاب الصلوۃ الفصل السادس، ج ۱ ص ۱۶۷)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں، کون سا سُنّی ہوگا جسے واقعہ ہائلہ کربلا کا غم نہیں یا اُس کی یاد سے دِل محزون اور آنکھ پُرنم نہیں ہاں مصائب میں ہم کو صبر کا حکم فرمایا ہے۔جزع فزع کو شریعت منع

فرماتی ہے اور جسے واقعی دِل میں غم نہ ہو اُسے جھوٹا اظہارِ غم (کرنا) ریا ہے اور قصداً (یعنی جان بوجھ کر) غم آوری اور غم پروری خلافِ رضا ہے جسے اس کا غم نہ ہو اسے بے غم نہ رہنا چاہئے بلکہ اس غم نہ ہونے کا غم چاہئے کہ اس کی محبت ناقص ہے اور جس کی محبت ناقص ہو اُس کا ایمان ناقص ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید، ج ۲۴ ص ۴۸۷، ۴۸۸)

سوال 19...... سنا ہے محرم میں صرف حضرت امام حسین اور دیگر شہدائے کربلا رضی اللہ عنہم اجمعین کو ہی ایصالِ ثواب کر سکتے ہیں اور کسی کو نہیں۔ کیا یہ بات دُرست ہے؟

جواب....... جی نہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، محرم وغیرہ ہر وقت زمانہ میں تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور اولیاء کرام کی نیاز اور ہر مسلمان کی فاتحہ جائز ہے اگرچہ خاص عشرہ کے دن ہو۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید، ج ۲۴ ص ۴۹۹)

مزید ارشاد فرماتے ہیں، ان ایام میں سوائے امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کسی کی نیاز فاتحہ نہ دلانا جہالت ہے۔ ہر مہینہ ہر تاریخ میں ہر ولی کی نیاز اور ہر مسلمان کی فاتحہ ہو سکتی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید، ج ۲۴ ص ۴۸۸)

سوال 20...... محرم شریف میں سُنّی مسلمانوں کو کالے کپڑے پہننا کیسا؟

جواب....... اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، مسلمانوں کو چاہئے عشرہ

مبارکہ میں تین رنگوں (کو پہننے) سے بچے، سیاہ، سبز، سُرخ۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید، ج ۲۴ ص ۴۹۶)

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خلیل خان برکاتی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ارشاد فرماتے ہیں، ایامِ محرم یعنی یکم محرم سے بارہویں محرم تک سیاہ رنگ نہ پہنا جائے کیونکہ رافضیوں یعنی شیعوں کا طریقہ ہے۔

(ماخوذ از سنی بہشتی زیور، حصہ پنجم، ص ۵۷۸)

سگِ عطار عرض کرتا ہے محرم شریف میں کالے کپڑے پہننا شیعوں کا طریقہ ہے اور سوگ کی علامت ہے اس لئے علماء فرماتے ہیں کہ سیاہ لباس پہننے سے مسلمان بچے تا کہ کوئی دیکھ کر بدگمانی نہ کرے شیعہ نہ سمجھے۔ہاں عشرہ محرم کے علاوہ کالا لباس پہننے میں شرعاً کوئی حرج نہیں جیسا کہ قانونِ شریعت میں لکھا ہے، سیاہ کپڑے پہننا ظاہر کرنے کیلئے نہ ہوں تو مطلقاً جائز ہیں۔

(قانونِ شریعت، ص ۳۲۵)

سوال 21...... محرم میں اپنے بچوں کو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فقیر بنا کر گھر گھر جا کر بھیک مانگنا کیسا ہے؟

جواب....... اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، بچوں کو سبز کپڑے پہنانا اور اُن کے گلوں میں ڈوریاں باندھ کر اُن کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فقیر بنانا ممنوع و ناجائز ہے۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید، ج ۲۴ ص ۵۰۸)

مزید فرماتے ہیں، فقیر بن کر بلاضرورت و مجبوری بھیک مانگنا حرام ہے اور ایسوں کو دینا بھی حرام (اس لئے کہ یہ گناہ کے کام پر دوسرے کی امداد کرنا ہے۔ (ص ۴۹۴)

سوال 22..... مسلمانوں کا محرم شریف میں پانی یا شربت کی سبیل لگانا کیسا ہے؟

جواب....... اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، پانی یا شربت کی سبیل لگایا جبکہ بہ نیت محمود (یعنی اچھی نیت کے ساتھ) اور خالصاً لوجہ اللہ (اللہ کی رضا کیلئے) ثواب رسانی ارواحِ طیبہ ائمہ اطہار (ائمہ اطہار کی پاک ارواح کو ثواب پہنچانا) مقصود ہو بلاشبہ بہتر و مستحب و کارِ ثواب ہے۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید، ج ۲۴ ص ۵۲۰)

سوال 23...... اہل تشیع کی لگائی ہوئی سبیل سے سُنّی مسلمانوں کو پانی، شربت وغیرہ پینا چاہئے یا نہیں؟

جواب....... اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، متواتر سنا گیا ہے کہ سُنیوں کو جو شربت دیتے ہیں اس میں نجاست ملاتے ہیں اور کچھ نہ ہو تو اپنے یہاں کے ناپاک قلتین کا پانی ملاتے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید، ج ۲۴ ص ۵۲۶)

سوال 24...... امام حسین اور دیگر شہدائے کربلا رضی اللہ عنہم کی نیاز وفاتحہ کے بارے میں علماء کیا فرماتے ہیں؟

جواب....... اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، فاتحہ جائز ہے روٹی شیرینی شربت جس چیز پر ہو مگر تعزیہ پر رکھ کر، یا اُس کے سامنے ہونا جہالت ہے اور

اس پر چڑھانے کے سبب تبرک سمجھنا حماقت ہے۔ہاں تعزیہ سے جدا جو خالص سچی نیت سے حضرات شہدائے کرام رضی اللہ عنہم کی نیاز ہو وہ ضرور تبرک ہے۔وہابی خبیث کہ اسے خبیث کہتا ہے خود خبیث ہے۔

(ج ۲۴ ص ۴۹۸)

مزید ارشاد فرماتے ہیں، حضرت امام کے نام کی نیاز کھانی چاہئے اور تعزیہ کا چڑھا ہوا کھانا نہ چاہئے تعزیہ پر چڑھانے سے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز نہیں ہو جاتی اور اگر نیاز دے کر چڑھائیں یا چڑھا کر نیاز دلائیں تو اس کے کھانے سے احتراز (یعنی بچنا) چاہئے۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید، ج ۲۴ ص ۵۲۴)

مفتی محمد خلیل خان برکاتی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، ماہِ محرم میں دس دِنوں تک خصوصاً دسویں کو حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر شہدائے کربلا کو ایصالِ ثواب کرتے ہیں کوئی شربت پر فاتحہ دلاتا ہے، کوئی مٹھائی پر، کوئی روٹی گوشت پر، کوئی کھچڑا پکواتا ہے، بہت سے پانی اور شربت کی سبیل لگا دیتے ہیں۔جاڑوں (یعنی سردیوں) میں چائے پلاتے ہیں یہ سب جائز ہیں ان کو ناجائز نہیں کہا جا سکتا۔

(سنی بہشتی زیور، حصہ سوم، ص ۳۱۸، ۳۱۹)

شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں، محرم کے دس دِنوں تک خصوصاً عاشورا کے دِن شربت پلا کر، کھانا کھلا کر، شیرینی پر یا کھچڑا پکا کر شہدائے کربلا کی فاتحہ دلانا اور اُن کی روحوں کو

ثواب پہنچانا یہ سب جائز اور ثواب کے کام ہیں اور ان سب چیزوں کا ثواب یقیناً شہدائے کربلا کی روحوں کو پہنچتا ہے اور اس فاتحہ و ایصالِ ثواب کے مسئلہ میں حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اہلسنّت کے چاروں امام کا اتفاق ہے۔

(شرح العقائد النسفیۃ، مبحث دعاء الاحیاء للاموات، ص ۱۷۲)

پہلے زمانوں میں فرقہ معتزلہ اور اس زمانے میں فرقہ وہابیہ اس مسئلہ میں اہلسنّت کے خلاف ہیں اور فاتحہ و ایصالِ ثواب سے منع کرتے رہتے ہیں۔ تم مسلمانانِ اہلسنّت کو لازم ہے کہ ہرگز ہرگز نہ ان کی باتیں سنو، نہ ان لوگوں سے میل جول رکھو ورنہ تم خود بھی گمراہ ہو جاؤ گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرو گے۔

(جنتی زیور تخریج شدہ، ص ۱۵۹)

سوال 25...... اہل تشیع کی مجلسوں میں جا کر سُنّی مسلمانوں کو بیان شہادت سننا چاہئے یا نہیں؟

جواب....... اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، اہل تشیع کی مرثیہ خوانی کی مجلس میں اہلسنّت و جماعت کو شریک و شامل ہونا حرام ہے۔ وہ بدزبان ناپاک لوگ اکثر تبرّا بک جاتے ہیں اس طرح کے جاہل سننے والوں کو خبر بھی نہیں ہوتی (ان کی مجلس) روایاتِ موضوعہ اور کلماتِ شنیعہ (یعنی من گھڑت باتوں اور بُرے الفاظوں) اور ماتم حرام سے خالی نہیں ہوتی اور یہ دیکھیں سنیں گے اور منع نہ کر سکیں گے ایسی جگہ جانا حرام ہے۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید، ج ۲۳ ص ۷۴۰، ج ۲۴ ص ۵۲۶)

سوال 26...... شہدائے کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ایصالِ ثواب کیلئے جو کھچڑا پکایا جاتا ہے، یہ پکانا کہاں سے ثابت ہے؟ کیا یہ پکانا ضروری ہے؟

جواب....... اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کھچڑا کہاں سے ثابت ہوا، جہاں سے شادی کا پلاؤ، دعوت کا زردہ ثابت ہوا۔ یہ تخصیصات عُرفیہ ہیں نہ کہ شرعیہ ہاں جو اسے (یعنی کھچڑا پکانے کو) شرعاً ضروری جانے وہ باطل پر ہے۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید، ج ۲۴ ص ۴۹۴)

علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، عاشوراء کے دن کھچڑا پکانا فرض یا واجب نہیں ہے لیکن اس کے حرام و ناجائز ہونے کی بھی کوئی دلیل شرعی نہیں ہے۔ بلکہ ایک روایت ہے کہ خاص عاشوراء کے دن کھچڑا پکانا حضرت نوح علیہ السلام کی سنت ہے۔

چنانچہ منقول ہے کہ جب طوفان سے نجات پا کر حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری تو عاشوراء کا دن تھا آپ نے کشتی میں سے تمام اناجوں کو باہر نکالا تو فول (بڑی مٹر) گیہوں، جو، مسور، چنا، چاول، پیاز سات قسم کے غلے موجود تھے آپ نے ان ساتوں اناجوں کو ایک ہی ہانڈی میں ملا کر پکایا۔ چنانچہ علامہ شہاب الدین قلیوبی نے فرمایا کہ مصر میں جو کھانا عاشوراء کے دن طبیخُ الحبوب (کھچڑا) کے نام سے پکایا جاتا ہے اس کی اصل دلیل یہی حضرت نوح علیہ السلام کا عمل ہے۔

(جنتی زیور تخریج شدہ، ص ۱۶۰)

سوال 27...... شیعہ کہتے ہیں ہم محرم میں جو کچھ کرتے ہیں سب اہل بیت و شہدائے کربلا کی محبت میں کرتے ہیں، اس کا کیا جواب ہے؟

جواب....... خطیبِ پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، سیاہ کپڑے پہننا، کپڑوں کا پھاڑنا، گریبان چاک کرنا، بال بکھیرنا، سر پر خاک ڈالنا، سینہ کوبی اور رانوں پر ہاتھ مارنا اور گھوڑا اور تعزیہ وغیرہ نکالنا یہ سب ناجائز و حرام اور باطل ہیں اگر یہ باتیں جائز، دلیلِ محبت اور باعثِ ثواب ہوتیں تو امام زین العابدین یا دیگر ائمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم ان کو کرتے کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ انہوں نے ایسا کیا ہو، بلکہ اُن سے ان (کاموں) کی ممانعت ثابت ہے۔(شامِ کربلا، ص ۳۰۶)

سوال 28...... کیا میدانِ کربلا میں حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی ہوئی تھی یا نہیں؟

جواب....... مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رشتہ امام عالی مقام کی صاحبزادی سکینہ سے طے ہو چکا تھا۔(خطبات محرم، ص ۴۱۰) لیکن اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میدانِ کربلا میں یہ شادی ہونا ثابت نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید، ج ۲۴ ص ۵۰۱)

سوال 29...... امام حسین اور دیگر شہدائے کربلا کے حالات اور شہادت کے واقعات بیان کرنا کیسا؟

جواب....... اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ذکرِ شہادت شریف

جبکہ روایاتِ موضوع (یعنی من گھڑت روایات) اور کلمات ممنوعہ اور نیت نامشروعہ (غلط الفاظ اور ناجائز نیت) سے خالی ہو، عین سعادت ہے صالحین کے ذکر پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید، ج ۲۴ ص ۵۱۷)

مزید ارشاد فرماتے ہیں، جو مجلس ذکرِ شریف حضرت سیّدنا امام حسین واہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کی ہو جس میں روایاتِ صحیحہ معتبرہ سے اُن کے فضائل ومناقب اور مدارج بیان کئے جائیں اور ماتم و تجدیدِ غم وغیرہ اُمورِ مخالفہ شرع سے یکسر (بالکل) پاک ہو فی نفسہٖ حسن ومحمود ہے خواہ اس میں شربتیں بانٹیں۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید، ج ۲۴ ص ۵۲۳)

مفتی محمد خلیل خان برکاتی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، عشرہ محرم میں مجلس منعقد کرنا اور واقعاتِ کربلا بیان کرنا جائز ہے جبکہ روایاتِ صحیحہ بیان کی جائیں اور ان واقعات میں صبر و تحمل رضا و تسلیم کا بہت مکمل درس ہے اور پابندیِ احکامِ شریعت اور اتباعِ سنت کا زبردست عملی ثبوت ہے کہ دینِ حق کی حفاظت میں تمام عزیزوں رفیقوں اور خود اپنے کو راہِ خدا میں قربان کیا اور جزع فزع کا نام بھی نہ آنے دیا مگر اس مجلس میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا بھی ذکرِ خیر ہونا چاہیئے تا کہ اہل سنت اور شیعوں کی مجلسوں میں فرق اور امتیاز رہے ان مجالس میں لوگ اظہارِ غم کیلئے سر کے بال بکھیرتے ہیں کپڑے پھاڑتے ہیں سر پر خاک ڈالتے ہیں یہ سب ناجائز اور جاہلیت کے کام ہیں سُنی مسلمانوں کو ان سے بچنا نہایت ضروری ہے احادیث میں ان کی

سخت ممانعت آئی ہے مسلمان مردوں اور عورتوں پر لازم ہے کہ ایسے اُمور سے بچیں اور ایسے کام کریں جن سے اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راضی ہوں کہ یہی نجات کا راستہ ہے۔

(سنی بہشتی زیور، حصہ چہارم، ص ۴۴۹، ۴۵۰)

سوال 30...... یزید کو پلید کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب....... اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتاویٰ رضویہ شریف جدید، جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۳ پر اور جلد ۲۸ صفحہ ۵۲ پر یزید کو پلید لکھا ہے۔مزید ایک مقام پر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، یزید بے شک پلید تھا اسے پلید کہنا اور لکھنا جائز ہے۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید، ج ۱۴ ص ۶۰۳)

سوال 31...... یزید کو کافر کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب....... اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں، یزید کے بارے میں ائمہ اہلسنّت کے تین قول ہیں:۔

۱....... امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک کافر ہے اس صورت میں اس کی بخشش نہ ہوگی۔

۲....... امام غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ اسے مسلمان تسلیم کرتے ہیں تو اس پر کتنا ہی عذاب ہو، بالآخر بخشش ضرور ہوگی۔

۳....... امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس معاملہ میں سکوت فرماتے ہیں کہ نہ ہم مسلمان کہیں نہ کافر لہٰذا اس پر ہم بھی سکوت کریں گے۔

(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ شریف جدید، ج ۱۴ ص ۴۸۲)

سوال 32...... سنا ہے کہ امام زین العابدین نے یزید کو مغفرت کے واسطے کسی خاص طریقے سے نماز پڑھنے کی تعلیم فرمائی تھی، کیا یہ بات دُرست ہے؟

جواب....... اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، یہ روایت محض بے اصل ہے حضرت نے کوئی نماز اس پلید کی مغفرت کیلئے اس کو تعلیم فرمائی۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جدید، ج ۲۸ ص ۵۲)

سوال 33...... یزید پلید کو بُرا کہنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب....... مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، بے شک یزید خبیث کو بُرا کہنا جائز ہے۔

(فتاویٰ فیض الرسول، حصہ اوّل، ص ۱۲۶)

سوال 34...... یزید کی موت حالتِ کفر پر ہوئی یا حالتِ ایمان پر؟

جواب....... مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، یزید کی موت حالتِ کفر پر ہوئی یا حالتِ ایمان پر اسے اللہ و رسول (عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم) ہی جانتے ہیں۔

(فتاویٰ فیض الرسول، حصہ اوّل، ص ۱۲۶)

سوال35......اسلامی سال کی تعیین ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیوں کی گئی؟

جواب......علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے چوتھے یا پانچویں سال جب تاریخ کا مسئلہ زیر

بحث آیا، تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کے سامنے چار ایسے واقعات تھے، جن سے تاریخ اسلامی کی ابتداء کی جاسکتی تھی۔

1۔ولادتِ نبی کریم ﷺ۔

2۔بعثتِ نبی کریم ﷺ۔

3۔ہجرتِ نبی کریم ﷺ۔

4۔وفاتِ نبی کریم ﷺ۔

مگر اکابر صحابہ کرام (حضرت عمر، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہم) نے ہجرت ہی کو ترجیح دی، کیونکہ ولادت اور بعثت کی تعیین میں اختلاف ممکن تھا، جبکہ وفات سے عمداً اعراض کیا گیا، کیونکہ اس سے ہمیشہ افسوس اور غم کا اظہار ہوتا، لہذا واقعہ ہجرت سے تاریخ کی تعیین کی گئی۔

فتح الباري لابن الحجر: (7/268، ط: دار المعرفة)

لِأَنَّ التَّارِيخَ إِنَّمَا وَقَعَ مِنْ أَوَّلِ السَّنَةِ وَقَدْ أَبْدَى بَعْضُهُمْ لِلْبُدَاءَةِ بِالْهِجْرَةِ مُنَاسَبَةً فَقَالَ كَانَتِ الْقَضَايَا الَّتِي اتُّفِقَتْ لَهُ وَيُمْكِنُ أَنْ يُؤَرَّخَ بِهَا أَرْبَعَةً مَوْلِدُهُ وَمَبْعَثُهُ وَهِجْرَتُهُ وَوَفَاتُهُ فَرَجَحَ عِنْدَهُمْ جَعْلُهَا مِنَ الْهِجْرَةِ لِأَنَّ الْمَوْلِدَ وَالْمَبْعَثَ لَا يَخْلُو وَاحِدٌ مِنْهُمَا مِنَ النِّزَاعِ فِي تَعْيِينِ السَّنَةِ وَأَمَّا وَقْتُ الْوَفَاةِ فَأَعْرَضُوا عَنْهُ لِمَا تُوُقِّعَ بِذِكْرِهِ مِنَ الْأَسَفِ عَلَيْهِ فَانْحَصَرَ فِي الْهِجْرَةِ

سوال36.....شادی کے بعد لڑکی محرم کا چاند دیکھنے میکے جاتی ہے ،تو کیا یہ ضروری ہے؟

جواب.....شرعی لحاظ سے ایسا کوئی مسئلہ نہیں کہ لڑکی شادی کے بعد محرم یا کسی اور مہینے کا چاند میکے دیکھنے جائے، بلکہ یہ سب عوامی توہمات ہیں جن کو ختم کرنا ضروری ہے۔

سوال37.....13 محرم کو امام حسین رضی اللہ عنہ کے ایصال ثواب کے لئے جو فاتحہ دیتے ہیں، وہ صرف عورتوں کو کھلاتے ہیں ،مردوں کو نہیں دیتے ، تو ایسا کرنا کیا صحیح ہے؟

جواب.....امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے ایصال ثواب کے لئے پکائے جانے والا کھانا، مرد و عورت ہر ایک کے لئے جائز ہے اور اس میں یہ خیال کرنا کہ مرد یہ کھانا نہیں کھاسکتے ،یہ درست نہیں اوراس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔اور یہ بھی یادر ہے کہ ایصال ثواب کے لئے کسی معین تاریخ کو ہی فاتحہ کا اہتمام کرنا ضروری نہیں،کسی بھی تاریخ میں ایصال ثواب کا اہتمام کیا جاسکتا ہے ،البتہ ضروری خیال نہ کرتے ہوئے سہولت کی خاطر کسی تاریخ کو معین کرنے میں حرج بھی نہیں۔

سوال38.....”محرم الحرام اور مسجد الحرام“ کو حرام کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب.....حرام حرمت سے ہے، جس کا معنی: عزت والا/ قابل احترام ہے۔ اور”محرم“ کا مہینہ ،عظمت والااور احترام والا ہے،اس لیے اس مہینے کو حرام کہتے ہیں۔قرآن پاک میں ارشادخداوندی ہے:

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌؕ-ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِیْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ

ترجمہ کنزالایمان: بےشک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں جب سے اس نے آسمان و زمین بنائے ان میں سے چار حرمت والے ہیں یہ سیدھا دین ہے تو ان مہینوں میں اپنی جان پر ظلم نہ کرو۔

(سورۃ التوبۃ،پ10، آیت36)

اس آیت مبارکہ کے تحت خزائن العرفان میں چارحرمت والے مہینوں کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: "تین متّصِل ذوالقعدہ و ذوالحِجّہ ، محرّم اور ایک جدا رَجَب۔ عرب لوگ زمانۂ جاہلیت میں بھی ان مہینوں کی تعظیم کرتے تھے اور ان میں قتال حرام جانتے تھے۔ اسلام میں ان مہینوں کی حرمت و عظمت اور زیادہ کی گئی۔"(خزائن العرفان)

سوال39..... محرم الحرام کے مہینے میں گھر میں جھاڑو دینا یا صفائی کرنا کیسا ہے؟

جواب....... محرم الحرام کے مہینے میں گھر میں جھاڑو دینا یا صفائی کرنا ، جائز ہے ، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ نیز محرم الحرام سوگ کا مہینہ نہیں ہے کہ اس میں صفائی ستھرائی کو ترک کر دیا جائے بلکہ شریعتِ مطہرہ کو صفائی ستھرائی مطلوب ہے اور حدیثوں میں اپنے گھروں صحنوں کو صاف رکھنے کی ترغیب موجود ہے ، لہٰذا محرم شریف میں بھی اپنے گھروں کو صاف ستھرا رکھا جائے اور کربلا والوں کے لیے اچھے طریقے سے ایصالِ ثواب کا اہتمام کیا جائے۔

اورماہ محرم کی وجہ سے گھر میں جھاڑونہ دینایہ سوگ کے قبیل سے ہے ،جوکہ جائز نہیں۔

فتاوی رضویہ میں سوال ہواکہ:

(۱) بعض اہلسنت والجماعت عشرہ ۱۰محرم الحرام کونہ تودن بھرروٹی پکاتے ہیں اور نہ جھاڑو دیتے ہیں کہتے ہیں کہ بعد دفن تعزیہ روٹی پکائی جائے گی۔

(۲) ان دس دن میں کپڑے نہیں اُتارتے ہیں۔

(۳) ماہ محرم میں شادی بیاہ نہیں کرتے ہیں۔

(۴) ان ایّام میں سوائے امام حسن وامام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے کسی کی نیازفاتحہ نہیں دلاتے ہیں،آیا یہ جائز ہے یانہیں؟"

اس کے جواب میں آپ علیہ الرحمۃ نے ارشادفرمایا:" پہلی تینوں باتیں سوگ ہیں اورسوگ حرام ہے،اور چوتھی بات جہالت ہے ہرمہینہ ہرتاریخ میں ہرولی کی نیاز اورہرمسلمان کی فاتحہ ہوسکتی ہے۔"

(فتاوی رضویہ ،ج24، ص488، رضافاونڈیشن،لاہور)

سوال40.....مزار پر ختم قرآن کی منت ماننا کیساہے؟

جواب....... تلاوت قرآن کی منت ،منتِ شرعی نہیں ہے لہٰذا اسے پورا کرنا لازم نہیں البتہ قرآن پاک پڑھنے کے بے شمار فضائل احادیثِ مبارکہ میں موجود ہیں لہٰذا اس منت کو پورا کیا جائے او ریہ ختم قرآن کہیں بھی کیا جاسکتا ہے خاص داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جاکر ختم قرآن کرنا ضرور ی نہیں۔

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ میں تلاوتِ قرآن کی منت کے حوالے سے ارشاد فرماتے ہیں:"وضو و غسل وتلاوتِ قرآن وسجدہ تلاوت واتباعِ جنازہ وغیرہ کہ یہ چیزیں نذر وتعلیق سے لازم نہیں ہوجاتیں۔"

(فتاوی رضویہ، جلد13 ،صفحہ257، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال41.....بزرگان دین کے لئے نذرماننا کیسا ؟ زید کہتا ہے کہ نذر ، اللہ پاک کے لئے خاص ہے ، توکیا غیر اللہ کی نذر نہیں مان سکتے ؟

جواب....... نذر اور منّت دو طرح کی ہوتی ہے : (1) نذرِ شرعی اور (2) نذرِ عرفی ، نذرِ شرعی یہ ہے کہ اللہ پاک کے لئے کوئی ایسی عبادت اپنے ذِمّہ لازم کر لینا ، جو لازم نہیں تھی ، مثلاً یہ کہنا کہ میرا یہ کام ہو جائے ، تو میں 100 نفل پڑھوں گا وغیرہ ، نذرِ شرعی کی کچھ شرائط ہوتی ہیں اگر وہ پائی جائیں تو نذر کو پورا کرنا واجب ہوتا ہے اور پورا نہ کرنے سے آدمی گناہ گار ہوتا ہے۔ اور نذرِ عُرفی کا معنیٰ ، نذرانہ اور ہدیہ ہے ، مثلاً انبیاءِ کرام اور اولیاءِ عظام کے لیے اس طرح نذر ماننا کہ اگر میرا فلاں کام ہوجائے ، تو میں فلاں بزرگ کے نام پر کھانا کھلاؤں گا ، یہ نذرِ عرفی ہے، اسے پورا کرنا واجب تو نہیں ، البتہ بہتر ہے کہ اسے بھی پورا کیا جائے۔

اللہ پاک کے علاوہ کسی نبی یا ولی کی نذرِ عُرفی ماننا جائز ہے ، کیونکہ اس میں بندے کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ میں یہ نیک کام اللہ پاک کی رضا کے لیے کروں گا ، لیکن اس کا ثواب فلاں بزرگ کو ایصال کروں گا اور اس میں کوئی

حرج والی بات نہیں ، اس کو نیاز بھی کہتے ہیں ، البتہ نذرِ شرعی اللہ پاک کے ساتھ خاص ہے ، اللہ پاک کے علاوہ کسی اور کیلئے ماننا ، ممنوع ہے۔

سوال42.....فاتحہ و نیاز کا کھانا ہم خود گھر میں ہی کھا سکتے ہیں یا نہیں؟یا کسی فقیر کو ہی دینا لازمی ہے؟

جواب....... فاتحہ و نیاز کا کھاناخود گھر میں بھی کھاسکتے ہیں، فقراء و اغنیاء تمام افراد کو کھلا سکتے ہیں۔

فتاوی رضویہ میں ہے:" تیسرے وہ طعام کہ نذور ارواح طیبہ حضرات انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ و الثناء کیا جاتا ہے اور فقراء و اغنیاء سب کو بطور تبرک دیا جاتا ہے، یہ سب کو بلا تکلف رواہےاور وہ ضرور باعث برکت ہے، برکت والوں کی طرف جو چیز نسبت کی جاتی ہے، اس میں برکت آ جاتی ہے۔"

(فتاوی رضویہ، جلد9، ص 614،رضا فاونڈیشن، لاھور)

سوال43.....اولیاء اللہ کے لیے دعائے مغفرت کرنا کیسا؟

جواب.......دعائے مغفرت بھی درحقیقت ایصال ثواب ہی کی ایک صورت ہے اور صالحین کو ایصال ثواب کرنے سے ان کے درجات کی بلندی اوران کے فیوض و برکات حاصل کرنا مقصدہوتا ہے، لہٰذااولیائے کرام کے لیے مغفرت کی دعا کرنا، جائز ہے۔

تفسیر روح المعانی میں ہے"

كان الدعاء بالمغفرة لا يستلزم وجوب ذنب بل قد يكون بزيادة درجات كما يشير إليه استغفاره عليه الصلاة والسلام في اليوم

واللیلۃمائۃمرۃ"

ترجمہ:مغفرت کی دعا،گناہوں کے ہونے کو مستلزم نہیں،بلکہ مغفرت کی دعا کبھی زیادتیٔ درجات کے لئے بھی ہوتی ہے جیسا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا دن اور رات میں سو مرتبہ استغفار کرنا اس طرف مشیر ہے۔

(تفسیر روح المعانی،ج 11،ص 262، دار الکتب العلمیۃ ، بیروت)

فتاویٰ ملک العلماء میں ہے"قرآن شریف میں مُردوں کے لئے ایصالِ ثواب کے متعدد طریقے بتائے گئےہیں، ان میں جس طریقہ کو انجام کرے گا، مردے کو ثواب ملے گا اور اگر کوئی شخص سب طریقے بجا لائے ، تو اور بہتر ہے۔اول :مغفرت کی دعا کرنا۔"

(فتاوی ملک العلماء، ص 327،شبیر برادرز،لاہور)

سوال44.....جو کھانا صرف اپنے کھانے کے لئے تیار کیا گیا ہو، دوسروں کو کھلانے کے لئے نہ ہو، کیا اس پر نیاز یا فاتحہ دے سکتے ہیں؟

جواب.......جی ہاں!صرف اپنے کھانے کے لیے تیار کھانے پر بھی نیازیا فاتحہ دے سکتے ہیں۔

سوال45.....قرآن میں ہے انسان کے لیے وہی ہو گا جس کی اس نے کوشش کی تو کیا ایصال ثواب فائدہ دیتا ہے؟

جواب.......مسلمان کا اپنے کسی بھی نیک عمل جیسے تلاوتِ قرآن،ذکرواَذکار، درودوسلام کاثواب دوسرے مسلمان کو پہنچانا نہ صرف جائز ،بلکہ امر مستحسن ہےاور یہ زمانہ نبوی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے لے کر اب تک مسلمانوں میں

چلا آ رہا ہے،ایصالِ ثواب کے ثبوت پر بکثرت آیاتِ قرآنیہ،احادیث نبویہ اور اقوالِ فقہاء شاہدہیں اور جو آیت مبارکہ ﴿وَاَنۡ لَّیۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی﴾ **ترجمہ کنزالعرفان:** اوریہ کہ انسان کے لیےوہی ہوگا جس کی اس نے کوشش کی۔ سوال میں مذکور ہے،اس سے ایصالِ ثواب کی نفی پر استدلال کرنا قطعا درست نہیں ہے۔مفسرین کرام اور فقہائے عظام نےاس آیت کریمہ کی تفسیر میں متعددأقوال بیان کیے ہیں،جو درج ذیل ہیں:

(1)یہ حکم منسوخ ہے۔

(2)اس آیت کا حکم قومِ ابراہیم اور قومِ موسی علیہما السلام کے ساتھ خاص ہے،جبکہ اس امت کو اپنے اعمال کا فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے اور دوسرے لوگ جو ان کو اعمال کا ثواب ایصال کرتے ہیں، اس سے بھی فائدہ ہوتا ہے۔

(3)اس آیت مبارکہ میں انسان سے مراد کافر ہے کہ کافر کو کوئی بھلائی نہ ملے گی۔

(4)یہ اس وقت تک ہے ، جب تک عمل کرنے والے نے اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو نہ دیا ہو ، مگرجب عمل کرنے والا ثواب دے دے ، تو وہ دوسرے کو پہنچے گا۔

(5)اس آیت کا ایک معنی یہ ہے کہ جو محض بدنی عبادات ہوں، ان میں مطلقاً نیابت جائز نہیں ، یعنی کوئی کسی کی طرف سے نماز پڑھ کر یا روزہ رکھ کر اس کو بری الذمہ نہیں کر سکتا، بلکہ یہ عبادات خود بجالائے گا ، تو بری الذمہ ہو گا۔

(6)اس آیت کریمہ کا ایک معنی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالی کے عدل کے اعتبار سے انسان وہی کچھ پائے گاجو اس نے عمل کیا،لیکن اللہ

تعالی اپنے فضل و رحمت سے اسے جو چاہے عطا فرما دے۔

کسی کے نیک عمل کی برکت سے دوسرے کو فائدہ پہنچنے کے متعلق اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَ الَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ جو اُن کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب !ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ۔اے رب ہمارے، بے شک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے۔

(القرآن،پارہ28،سورۃ الحشر، آیت10)

سوال46.....کیا ساداتِ کرام عام مرحومین کے ایصالِ ثواب کے لئے پکایا گیا کھانا کھا سکتے ہیں؟

جواب.......جی ہاں، سادات کرام بھی مرحومین کے ایصال ثواب کا کھانا کھا سکتے ہیں، کیونکہ سادا ت کرام کو واجب صدقہ منع ہے، جبکہ مرحومین کے ایصال ثواب کا کھانا نفلی صدقہ ہے نہ کہ واجبہ۔

سوال47.....اگر کسی شخص کا انتقال ہوجائے تو فوتگی والے دن کے کھانے، تیجے ساتویں، دسویں، بیسویں اور چالیسویں وغیرہ کے کھانے کا اہتمام کیا جاتا ہے، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ نیز میلاد، نذر اور نیاز کے کھانے کی کیا حیثیت ہے؟

جواب.......ایسا کھانا جو ایام موت میں بطور دعوت کھلایا جاتا ہے وہ ممنوع اور بدعت ہے، وہ نہ کھایا جائے اغنیاء کے لیے نا جائز ہے، فقراء کھا سکتے ہیں، اس کے علاوہ فاتحہ، چہلم، برسی، ششماہی کا کھانا جبکہ ایصال ثواب کے لیے ہے تو غنی وفقیر سب کے لیے کھانا جائز ہے البتہ بہتر یہ ہے کہ غنی نہ کھائیں بلکہ فقیر کھائیں، اور اگر یہ کھانا صرف رسمی اور بھاجی کے طور پر کھلایا جاتا ہے تو یہ بالکل بے معنی ہے اس سے احتراز کرنا چاہیے البتہ اس کا کھانا منع نہیں اور میلاد یا نیاز کا لنگر کھانا بالکل جائز بلکہ باعث برکت ہے۔

سوال48.....قرآن خوانی کے بعد کھانا یا رقم لینا دینا کیسا ؟

جواب.......قرآن خوانی کے بعد جو کھانا، مٹھائی یا رقم دی جاتی ہے، اس کی دو صورتیں ہیں۔

(1)پہلی صورت یہ ہے کہ اگر قرآن پڑھنے والوں اور صاحبِ خانہ کے درمیان قرآن خوانی کے عوض کچھ لینا ،دینا طے ہوا ہے یا زبانی طور پر تو کچھ طے نہیں ہوا ، لیکن قرآن خوانی کے عوض کچھ لینا دینا عام طور پر رائج ہے ، جس کی وجہ سے قرآن پڑھنے والے جانتے ہیں کہ اس کے عوض کچھ نہ کچھ ملے گا اور بلوانے والے بھی جانتے ہیں کہ انہیں تلاوتِ قرآن کے عوض کچھ نہ کچھ دینا ہوگا ، تو یہ دونوں صورتیں حرام و گناہ ہیں کہ یہ تلاوتِ قرآن پر

اجارہ کرنا ہے ، جبکہ قرآن مجید فرقان حمید کی تلاوت پر اجارہ اور اس کی اجرت لینا دینا بھی ناجائز ہے۔

(2)دوسری صورت یہ ہے کہ نہ زبانی اجرت کی بات ہوئی، نہ ہی اس دی جانے والی چیز کا اجرت ہونا دلالۃً متعین ہے۔جیسا کہ عام طور پر ہمارے ہاں میلاد شریف،گیارہویں شریف اوردیگر بزرگان دین کے ایصال ثواب یا گھر میں خیر وبرکت کے لیے قرآن خوانی کروائی جاتی ہےاور اس کے بعد کھانا،شیرنی وغیرہ کا بھی اہتمام ہوتا ہے ، لیکن یہ اہتمام تلاوتِ قرآن کے عوض نہیں بلکہ ایصال ثواب اور صدقہ کی نیت سے ہوتا ہےاورپھر اس موقع پر موجود و غیر موجود مسلمانوں میں تقسیم کیا جاتا ہے؛لینے،دینے والے سب اسے نیاز و تبرک کاکھانا سمجھتے ہیں؛کسی کے وہم و خیال میں بھی نہیں ہوتا کہ یہ تلاوتِ قرآن کے عوض دیااور لیا جارہا ہے، اس میں حرج نہیں بلکہ مستحب و مستحسن عمل ہے کہ یہ تلاوتِ قرآن کی اجرت نہیں بلکہ صدقہ و صلہ ہے۔

تلاوتِ قرآن پر اجارہ سے متعلق علامہ محقق ابن عابدین الشامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"نصوص المذهب من متون و شروح و فتاوی متفقة علی بطلان الاستئجار علی الطاعات ومنها التلاوة كماسمعت الا مااستثناه المتاخرون للضرورة كالتعليم و الاذان و الامامة ولايصح الحاق التلاوة المجردة بالتعليم لعدم الضرورة اذ لاضرورة داعية الی الاستئجار عليها بخلاف التعليم لمافی الزيلعی و كثير من الكتب لو

لم یفتح لھم باب التعلیم بالاجر لذھب القرآن فافتوا بجوازہ ورأوہ حسنا۔اھ ولاشك ان المنع من الاستئجار علی التلاوۃ لاھداء ثوابھا الی المستاجر لیس فیہ ذھاب القرآن فلا یصح قیاسھا علی التعلیم"

نصوصِ مذہب یعنی متون،شروح اور فتاویٰ اس بات پر متفق ہیں کہ عبادات کہ جن میں تلاوتِ قرآن بھی شامل ہے جیسا کہ آپ سن چکے ، ان پر اجارہ باطل ہے ، سوائے ان صورتوں کے کہ جن کا متاخرین نے ضرورت کی بنا پر استثناء فرمایا ہے۔جیسا کہ تعلیم ،اذان اور امامت اور ضرورت متحقق نہ ہونے کی وجہ سے محض تلاوتِ قرآن کو تعلیمِ قرآن کے ساتھ ملحق کرنا درست نہیں ہے ، کیونکہ کوئی ایسی ضرورت کہ جو تلاوتِ قرآن پر اجارہ کی طرف داعی ہو ، موجود نہیں ، برخلاف تعلیمِ قرآن کے ، کیونکہ زیلعی اور کثیر کتب میں مذکور ہے کہ اگر اجرت کے ساتھ تعلیمِ قرآن کا دروازہ نہ کھولا جائے ، تو قرآن پاک ضائع ہوجائے گا ، تو اس پر فقہاء نے جواز کا فتوی دیا اور اسے پسند فرمایا۔اھ اور شک نہیں کہ مستاجر کو ثواب ہدیہ کرنے کے لیے تلاوتِ قرآن پر اجارہ سے منع کردیا جائے ، تو اس میں ضیاعِ قرآن کا خطرہ نہیں ہے ، لہٰذا اسے تعلیم پر قیاس کرنا درست نہیں۔

(العقود الدریہ ،جلد 2،صفحہ 218،219،مطبوعہ کراچی)

سیدی اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں :"اصل یہ ہے کہ طاعت و عبادات پر اجرت لینا دینا (سوائے تعلیمِ قرآن عظیم وعلومِ دین و اذان و امامت وغیرہا معدودے چند اشیاء کہ جن پر اجارہ کرنا متاخرین

نے بناچاری و مجبوری بنظر حال زمانہ جائز رکھا)مطلقاً حرام ہے اور تلاوتِ قرآن عظیم بغرض ایصال ثواب۔۔۔ضرور منجملہ عبادات و طاعت ہیں ، تو ان پر اجارہ بھی ضرور حرام و محذور اور اجارہ جس طرح صریح عقد زبان سے ہوتا ہے،عرفاً شرط معروف ومعہود سے بھی ہوجاتا ہے۔مثلاً پڑھنے پڑھوانے والوں نے زبان سے کچھ نہ کہا ، مگر جانتے ہیں کہ دینا ہوگا ،وہ سمجھ رہے ہیں کہ کچھ ملے گا،انہوں نے اس طور پر پڑھا، انہوں نے اس نیت سے پڑھوایا، اجارہ ہوگیا اور اب دو وجہ سے حرام ہوا: ایک تو طاعت پر اجارہ یہ خود حرام ،دوسرے اجرت اگر عرفاً معین نہیں ، تو اس کی جہالت سے اجارہ فاسد ، یہ دوسرا حرام۔

ای ان الاجارۃ باطلۃ و علی فرض الانعقاد فاسدۃ فللتحریم وجھان متعاقبان وذلك لما نصوا قاطبۃ ان المعھود عرفاً کالمشروط لفظاً۔

(یعنی حقیقت میں تو یہ اجارہ باطل ہے ، لیکن اگر منعقد فرض کرلیا جائے ، تو فاسد ہے ، تو یکے بعد دیگرے اس کے حرام ہونے کی دو وجہیں ہیں اور یہ اس لیے کہ تمام فقہاء کی نص ہے کہ عرف میں مشہور و مسلم لفظوں میں مشروط کی طرح ہے۔مترجم)پس اگر قرار داد کچھ نہ ہو ،نہ وہاں لین دین معہود ہوتا ہو ، تو بعد کو بطور صلہ و حسن سلوک کچھ دے دینا جائز بلکہ حسن ہوتا ،مگر جبکہ اس طریقہ کا وہاں عام رواج ہے،تو صورت ثانیہ میں داخل ہوکر حرام محض ہے۔

(ملخصاً۔ فتاوی رضویہ ، جلد 19، صفحہ486،487،رضا فاؤنڈیشن ،لاھور)

تلاوت قرآن پر صراحتاً ،دلالۃً کسی طرح سے اجارہ نہ ہو ، محض صدقہ و صلہ کے طور پر کچھ لیا ،دیا جائے ، تو یہ جائز ہے۔چنانچہ فتاوی اجملیہ میں ہے: ”تلاوتِ قرآن کریم پر اجرت لینا اور دینا بالکل ناجائز ہے۔اسی طرح جس مقام کے عرف میں اس پر لیا دیا جاتا ہے ، تو حسبِ دستور تلاوت پر لینا اور دینا بھی ناجائز ہے، ہاں جہاں نہ ایسا عرف و رواج ہو ،نہ دینے والا اور نہ لینے والا بہ نیتِ اجرت لیتے ،دیتے ہوں ، تو وہاں صدقہ و صلہ ہے ،اس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں۔“

(فتاوی اجملیہ ،جلد 2، صفحہ 620،مطبوعہ شبیر برادرز،لاھور)

سوال49.....قبروں پر آرٹیفیشل پھول اورلڑیاں وغیرہ ڈالنا کیسا؟

جواب.......عام مؤمنین کی قبروں پر آرٹیفیشل پھول اور لڑیاں وغیرہ ڈالنا جائز نہیں ہےاس لیے کہ اس سے مقصود تزئین ہوتی ہے اور قبر محلِ زینت نہیں ہے نیز یہ اسراف ہے کہ اسراف و تبذیر کی جامع ترین تعریف یہ ہے غیرِ حق میں صرف کرنا اسراف ہے۔“ ناحق صرف کی ایک صورت یہ ہے کہ مال معصیت میں خرچ کیا جائےاور ناحق صرف کی دوسری صورت یہ ہے کہ کسی غرض کے بغیر مال خرچ کیا جائے، جس میں مال محض ضائع ہوجائے۔ اور دریافت کی گئی صورت میں بھی یہ مال معصیت میں خرچ کیا جارہا ہے نیز بعد میں ان پھولوں اور لڑیوں کا ضیاع ہوتا ہے پھر شریعتِ مطہرہ میں بھی ان کی کوئی اصل نہیں لہٰذا ان کی بجائے تر پھول قبروں پر ڈالے جائیں کیونکہ جب

تک وہ تر رہتے ہیں اللہ عزوجل کی تسبیح بیان کرتے ہیں جس سے میت کو انس حاصل ہوتا ہے اور اللہ عزوجل کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

سوال50.....غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز کا کیا حکم ہے؟

جواب.......اولیائے کرام کی نذر و نیاز کو حرام قراردینا شرعا درست نہیں ہے۔اوراس پربتوں والی آیت فٹ کرنا بھی درست نہیں ہے۔

بخاری شریف میں ہے

"و كان ابن عمر يراهم شرار خلق الله وقال: إنهم انطلقوا إلى آيات نزلت في الكفار، فجعلوها على المؤمنين۔"

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان (یعنی خوارج) کو اللہ تعالیٰ کی بدترین مخلوق سمجھتے تھے۔اورفرماتے تھے: یہ ان آیات کو لیتے ہیں جو کفار کے بارے میں نازل ہوئیں، اور ان کومسلمانوں پرفٹ کرتے ہیں۔

(صحیح البخاری، باب قتل الخوارج والملحدین الخ، جلد9، صفحہ 16، مطبوعہ :مصر)

اس مسئلے کی تفصیل یہ ہے کہ :

قرآن پاک کی اِس آیت مبارکہ میں اُن جانوروں کی حرمت کا بیان ہے جنھیں ذبح کرتے وقت اللہ تعالی کے نام کے علاوہ کسی اور کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو جیسے زمانہ جاہلیت میں لوگ بتوں کے نام پر ذبح کیا کرتے تھے، اس آیتِ مبارکہ کے ترجمے کو ہی بدل دینا اور اس سے حلال کھانوں کی حرمت ثابت کرنا پرلے درجے کی جہالت اور شریعتِ مطہرہ پر افترا و تہمت ہے۔

ارشادِ باری تعالی ہے:

حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمُ الۡمَيۡتَةُ وَ الدَّمُ وَ لَحۡمُ الۡخِنۡزِيۡرِ وَ مَاۤ اُهِلَّ لِغَيۡرِ اللّٰهِ بِهٖ وَ الۡمُنۡخَنِقَةُ وَ الۡمَوۡقُوۡذَةُ وَ الۡمُتَرَدِّيَةُ وَ النَّطِيۡحَةُ وَ مَاۤ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيۡتُمۡ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ

ترجمہ کنز الایمان: تم پر حرام ہے مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا اور و ہ جو گلہ گھونٹنے سے مرے اور بے دھار کی چیز سے مارا ہوا اور جو گر کر مرا اور جسے کسی جانور نے سینگ مارا اور جسے کوئی درندہ کھا گیا مگر جنہیں تم ذبح کرلو اور جو کسی تھان (باطل معبودوں کے مخصوص نشانات) پر ذبح کیا گیا۔(پارہ06، سورۃ المائدۃ، آیت03)

تفسیر خزائن العرفان میں ہے: "وہ جانور جس کے ذَبح کے وقت غیرِ خدا کا نام لیا گیا ہو جیسا کہ زمانۂ جاہلیت کے لوگ بُتوں کے نا م پر ذَبح کرتے تھے اور جس جانور کو ذَبح تو صرف اللہ کے نام پر کیا گیا ہو مگر دوسرے اوقات میں وہ غیرِ خدا کی طرف منسوب رہا ہو وہ حرام نہیں جیسے کہ عبداللہ کی گائے، عقیقے کا بکرا، ولیمہ کا جانور یا وہ جانور جن سے اولیاء کی ارواح کو ثواب پہنچانا منظور ہو، ان کو غیرِ وقتِ ذَبح میں اولیاء کے ناموں کے ساتھ نامزد کیا جائے مگر ذَبح ان کا فقط اللہ کے نام پر ہو اس وقت کسی دوسرے کا نام نہ لیا جائے، وہ حلال و طیّب ہیں۔اس آیت میں صرف اسی کو حرام فرمایا گیا ہے جس کو ذَبح کرتے وقت غیر خدا کا نام لیا گیا ہو،وہابی جو ذَبح کی قید نہیں لگاتے وہ آیت کے معنٰی میں غلطی کرتے ہیں اور ان کا قول تمام تفاسیر معتبرہ کے خلاف ہے اور خود آیت ان کے معنی کو بننے نہیں دیتی کیونکہ ''مَآ اُھِلَّ بِہٖ'' کو اگر وقتِ ذبح

کے ساتھ مقیّد نہ کریں تو ''اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ'' کا استثناء اس کو لاحق ہو گا اور وہ جانور جو غیرِ وقتِ ذبح میں غیرِ خدا کے نام سے موسوم رہا ہو وہ ''اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ'' سے حلال ہو گا،

غرض وہابی کو آیت سے سند لانے کی کوئی سبیل نہیں"

(خزائن العرفان، سورة المائدة، تحت الآیۃ03)

سیدنا رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فرماتے ہیں:

"من ذبح لضیف، ذبیحة کانت فداءہ من النار"

ترجمہ: جو اپنے مہمان کے لئے جانور ذبح کرے وہ ذبیحہ دوزخ کی آگ سے اس کا فدیہ ہو گا۔

(کنز العمال، کتاب الضیافۃ، الفصل الاول، جلد9، صفحہ245، حدیث 25852، مؤسسۃ الرسالۃ)

درمختار میں ہے

"لو ذبح للضیف لا یحرم لانه سنة الخلیل و اکرام الضیف اکرام الله تعالیٰ"

ترجمہ: جس نے مہمان کے لیے ذبح کیا تو وہ حرام نہیں ہو گا کیونکہ یہ خلیل علیہ السلام کی سنت اور مہمان کا اکرام ہے اور مہمان کا اکرام اللہ تعالیٰ کا اکرام ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

"قال البزازی و من ظن انه لا یحل لانه ذبح لاکرام ابن اٰدم فیکون اهل به لغیر الله تعالی فقد خالف القراٰن والحدیث و العقل فانه لاریب ان

القصاب یذبح للربح ولو علم انه نجس لایذبح فیلزم ھذا الجاھل ان لایاکل ماذبح القصاب وما ذبح للولائم والاعراس والعقیقة"

ترجمہ: بزازی نے کہا: اور جس نے گمان کیا کہ وہ اس لئے حلال نہیں کہ اس کو بنی آدم کے اکرام کے لیے ذبح کیا گیاہے تو یہ غیر اللہ کے نام سے ذبح ہوا تواس نے قرآن وحدیث اور عقل کے خلاف بات کی، کیونکہ بلا شبہہ قصاب نفع کے لئے ذبح کرتاہے اوراگر اسے معلوم ہو کہ یہ نجس ہے تو وہ ذبح نہ کرے، تو ایسے جاہل کو چاہیے کہ وہ قصاب کے ذبح کردہ کو نہ کھائے اور ولیمہ اور شادی اور عقیقہ کے لئے ذبح کردہ بھی نہ کھائے۔

(رد المحتار علی الدرالمختار، جلد9، صفحہ515، مطبوعہ: کوئٹہ)

سوال51.....مزار پر دیگ چڑھانے یا نیاز کرنے کی منت مانی،تو کیا یہ منت پوری کرنالازم ہو گا؟

جواب.......کسی مزار پر دیگ چڑھانے کی منت، یا کسی ولی کے ایصالِ ثواب کے لئے نیاز کی منت ماننے سے یہ کام شرعاً لازم نہیں ہوجاتے کیونکہ منتِ شرعی کے لئے ایک شرط یہ ہے کہ اس کی جنس سے کوئی واجب موجود ہو، اور اس فعل کی جنس میں سے کوئی واجب موجود نہیں ہے، مگر یہ کام منع بھی نہیں ہیں اگر کوئی حسنِ نیت سے کرتا ہے تو ثواب کا مستحق ہو گا۔البتہ اگر کوئی شرعی فقراء پر صدقہ کرنے کی منت مانے تو اس منت کو پورا کرنا لازم ہے کہ اس کی جنس سے متعدد واجبات (زکوٰۃ، صدقۂ فطر، کفارات وغیرہ) موجود ہیں۔

سوال52.....مزار پر حاضری دیتے وقت صاحبِ مزار سے کتنی دور کھڑا ہونا چاہئے؟

جواب.......مزار پرکم ازکم چارہاتھ فاصلہ سےحاضری دی جائے جیساکہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ مزارات پر حاضری کی تفصیل یوں ارشادفرماتے ہیں :"مزارات شریفہ پر حاضر ہونے میں پائنتی کی طرف سے جائے اور کم از کم چارہاتھ کے فاصلہ پر مُواجہہ میں کھڑا ہو اور متوسط آواز باادب سلام عرض کرے:اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِی وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ پھر درودِ غوثیہ تین بار، الحمد شریف ایک بار ، آیۃُ الکرسی ایک بار ، سورۂ اخلاص سات بار ، پھر درودِ غوثیہ سات بار اور وقت فرصت دے تو سورۂ یٰسین اور سورۂ ملک بھی پڑھ کر اللہ عزوجل سے دعاکرے کہ الٰہی عزوجل! اس اس قراءت پر مجھے اتناثواب دے جو تیرے کرم کے قابل ہے نہ اُتنا جو میرے عمل کے قابل ہے اور اُسے میری طرف سے اس بندۂ خدامقبول کو نذر پہنچا پھر اپنا جو مطلب جائز شرعی ہو اُس کے لئے دعاکرے اور صاحبِ مزار کی روح کو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ قراردے ، پھر اُسی طرح سلام کرکے واپس آئے، مزار کو نہ ہاتھ لگائے نہ بوسہ دے اور طواف بالاتفاق ناجائز ہے اور سجدہ حرام۔

(فتاوی رضویہ، جلد 9 ،صفحہ 522،رضافاؤنڈیشن لاھور)

سوال53.....قبروں پر مٹی ڈالنا،پانی چھڑکنااور لپائی کرنا کیسا ہے؟

جواب....... (1)قبر کی اونچائی ایک بالشت یا اس سے کچھ زیادہ کرنے کے لیے

مٹی ڈالنا جائز ہے کہ قبر کی اونچائی ایک بالشت یا اس سے کچھ زیادہ ہونے کی شرعاً اجازت ہے ،بلکہ مطلوب ہے،چنانچہ قبر کی اونچائی کے بارے میں بدائع صنائع میں ہے:

"روی عن إبراهيم النخعي أنه قال أخبرني من رأى قبر رسول الله ﷺ وقبر أبي بكر وعمر أنها مسنمة ومقدار التسنيم أن يكون مرتفعا من الأرض قدر شبر،أو أكثر قليلا"

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے اس نے خبر دی جس نے حضور ﷺ اور ابو بکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مبارک قبروں کو دیکھا ہے کہ وہ کوہان نما بنی ہوئی تھیں اور کوہان یعنی قبر کی اونچائی کی مقدار زمین سے ایک بالشت ہے یا تھوڑی زیادہ ہے۔

(بدائع الصنائع، جلد2، صفحہ 64، مطبوعہ کوئٹہ)

(2)کچی قبر کی مٹی بکھری ہوئی ہو یا بکھرنے کا احتمال ہو ، تو اس پر پانی چھڑکنا جائز ہے ،البتہ اوپر سے پختہ قبر یا ایسی کچی قبر جس کی مٹی خوب جمی ہوئی ہے اور اس کے بکھرنے کا اندیشہ بھی نہیں ، تو اس قبر پر پانی ڈالنااسراف ہے، جو ناجائز وگناہ ہے۔

(3)قبروں کو لیپ کرنے کے بارے میں حکم شرعی یہ ہے کہ زینت کے لیے اور محض رسم خیال کرتے ہوئے بغیر مقصد کے قبر پر مٹی کا لیپ کرنا منع ہے کیونکہ قبر کو مزین کرنا غرض غیرِ صحیح ہے کہ قبر زینت کا محل نہیں ، بلکہ شریعت میں قبر کو مزین نہ کرنا مطلوب ہے۔یونہی جب قبر کی مٹی نہ تو منتشر

ہے اور نہ ہی منتشر ہونے کا اندیشہ ہے،تو یہ بغیر کسی فائدہ کے مٹی اور پانی کا استعمال کرنا ہے اور یہاں بھی پانی کا استعمال اسراف ہوگا، البتہ جب مٹی منتشر ہو یا منتشر ہونے کا احتمال ہو ، تو اس صورت میں مٹی کا لیپ کرنا ، جائز و درست ہے کہ یہاں پر مال خرچ کرنا کسی فائدے اور غرضِ صحیح کے لیے ہے۔ جیسا کہ فقہائے کرام نے قبر پر پانی چھڑکنے کے مسئلہ میں حکم ارشاد فرمایا۔

سوال54.....صحابہ کرام علیہم الرضوان میں فضیلت کی ترتیب کیا ہے؟

جواب.......صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "بعد انبیاء و مرسلین، تمام مخلوقات الٰہی انس و جن و ملک سے افضل صدیق اکبر ہیں، پھر عمر فاروق اعظم، پھر عثمان غنی، پھر مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔۔۔ان کی خلافت بر ترتیب فضیلت ہے، یعنی جو عند اللہ افضل و اعلیٰ و اکرم تھا وہی پہلے خلافت پا گیا، نہ کہ افضلیت بر ترتیب خلافت، یعنی افضل یہ کہ ملک داری و ملک گیری میں زیادہ سلیقہ، جیسا آج کل سنی بننے والے تفضیلی کہتے ہیں۔یوں ہوتا تو فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے افضل ہوتے کہ ان کی خلافت کو فرمایا ((لَمْ أَرَ عَبْقَرِيّاً يَفْرِي فَرِيَّه حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بَعَطَن)) ترجمہ: میں نے کسی کو ایسا جواں مرد نہیں دیکھا جو اتنا کام کر سکے، حتیٰ کہ لوگ (ان کے نکالے ہوئے پانی سے) سیر اب ہو گئے۔"

(سنن الترمذی، کتاب الرؤیاء، باب ما جاء فی رؤیا النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج 4، ص 127، دار المعرفہ، بیروت)

اور صدیق اکبر کی خلافت کو فرمایا (فِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَه)

ترجمہ: ان کے (دوران خواب، کنوئیں سے پانی) نکالنے میں کمزوری تھی، اللہ عزوجل انہیں معاف فرمائے۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج 2، ص 524، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

خلفائے اربعہ راشدین کے بعد بقیہ عشرہ مبشرہ و حضرات حسنین و اصحاب بدر و اصحاب بیعت الرضوان سب کے لیے افضلیت ہے اور یہ سب قطعی جنتی ہیں۔

(بہار شریعت ملتقطاً، حصہ 1، ص 241 تا 249، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

علامہ نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"واتفق أهل السنة على أن أفضلهم أبو بكر، ثم عمر، قال جمهورهم، ثم عثمان، ثم علي، قال أبو منصور البغدادي: أصحابنا مجمعون على أن أفضلهم الخلفاء الأربعة على الترتيب المذكور ثم تمام العشرة، ثم أهل بدر، ثم أحد، ثم بيعة الرضوان"

ترجمہ: اہل سنت و جماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سب صحابہ کرام علیہم الرضوان سے افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جمہور علماء کرام فرماتے ہیں کہ حضرت عمر کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ہیں پھر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم۔ ابو منصور بغدادی فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب کا اجماع ہے کہ خلفائے اربعہ ترتیب مذکور پر سب صحابہ سے افضل ہیں پھر سب عشرہ مبشرہ پھر اہل بدر پھر اہل احد اور پھر بیعت رضوان میں شریک صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

(شرح المسلم للنووی ملتقطاً، کتاب فضائل الصحابۃ، ص 272، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

سوال55.....اہل بیت سے مراد کون ہیں؟

جواب.......جمہور علماء کے نزدیک اہل بیت سے مراد امہات المومنین، حضرت علی، حضرت فاطمہ اورحسنین کریمین بلکہ تمام بنی ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں۔

فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اس آیت کریمہ میں اہل بیت سے کون لوگ مراد ہیں؟ اس کے بارے میں مفسرین کرام کا اختلاف ہے، امام بغوی، خازن اور بہت سے دوسرے مفسرین کے مطابق ایک جماعت جن میں صحابیِ رسول حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تابعین میں سے حضرت مجاہد اور حضرت قتادہ وغیرہ رضی اللہ عنہم ہیں اس طرف گئی ہے کہ اہل بیت سے مراد ہیں اہل عبا یعنی رسول اللہ ﷺ، حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت امام حسن، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور دوسری جماعت جس میں صحابیِ رسول حضرت ابن عباس اور حضرت عکرمہ جو تابعی ہیں ان کا موقف یہ ہے کہ اہل بیت سے امہات المومنین مراد ہیں، اس لیے کہ "یا ایھا النبی قل لازواجك... ان اللہ کان لطیفا خبیراً" تک مسلسل سات آیتیں امہات المومنین سے متعلق ہیں تو بیچ میں ایسا کلام کیسے آجائے گا جو ان سے متعلق نہ ہو۔

جولوگ کہ اہل بیت سے اہل عباس یعنی پنجتن پاک مرادلیتے ہیں وہ دوسری جماعت کوجواب دیتے ہیں کہ یہ جملہ معترضہ کے طورپر آیاہےجو کلام عرب میں

عام ہے اور کہتے ہیں کہ متعدد صحیح طریقوں سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ اس حال میں تشریف لائے کہ ان کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ، حضرت فاطمہ زہراء اور حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے اور ہر ایک ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا حضور ﷺ نے اپنے کاشانہ اقدس میں تشریف لائے، حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت فاطمہ زہراء کو قریب کیا اور اپنے سامنے بٹھایا اور حسنین کریمین کو ایک ایک ران پر بٹھایا، پھر ان پر اپنی چادر مبارک لپیٹی اور یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی "انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیراً"

ترجمہ: اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے رجس (ناپاکی) دور کرے اہل بیت رسول اور تمہیں پاک کرے، خوب پاک۔

اور ایک روایت میں یوں ہے(اللھم ھؤلاء اھل بیتی فأذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیراً) یعنی یا الٰہی! یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے ہر ناپاکی دور فرما اور انہیں پاک کرکے خوب صاف ستھرا کر دے۔۔۔ بہر حال اہل بیت سے امہات المومنین مراد لینے والے اور پنجتن مراد لینے والے دونوں گروہ کے پاس دلائل ہیں۔ لہٰذا جمہور علمائے امت نے فرمایا کہ آیت مبارکہ میں اہل بیت سے امہات المومنین اور پنجتن پاک دونوں مراد ہیں اور یہ انہوں نے اس لیے فرمایا تاکہ یہ سارے امام کی نیاز ہے تو یہ غلط اور بیہودہ ہے، تعزیہ پر چڑھانے پر چڑھانے سے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز نہیں

ہو جاتی، اور اگر نیاز دے کر چڑھائیں یا چڑھاکر نیاز دلائیں تو اس کے کھانے سے احتراز چاہیے اور وہ نیت کا تفرقہ اس کے مفسدہ کو دفع نہ کرے گا،
مفسدہ اس میں ہے کہ اس کے کھانے سے جاہلوں کی نظر میں ایک امر ناجائز کی وقعت بڑھانی یا کم از کم اپنے آپ کو اس کے اعتقاد سے متہم کرتا ہے، اور دونوں باتیں شنیع و مذموم ہیں لہذا اس کھانے پینے سے احتراز چاہیے۔
(فتاوی رضویہ ملخصًا، ج 24، ص 524، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال56.....ایک شخص کہتا ہے کہ عشرہ محرم الحرام میں جو کچھ کھانے پینے وغیرہ میں ہوتا ہے دس روز تک تعزیہ کا چڑھاؤ ہوتا ہے؟

جواب.......اس شخص نے نیاز اور تعزیہ کے چڑھاوے میں فرق نہ کیا، یہ غلط ہے چڑھونا وہی ہے جو تعزیہ پر یا اس کے پاس لے جاکر سب کے سامنے نذر تعزیہ کی نیت سے رکھا جائے باقی سب کھانے شربت وغیرہ کہ عشرہ محرم میں بہ نیت ایصال ثواب ہوں وہ چڑھاو نہیں ہو سکتے۔
(فتاوی رضویہ ملخصًا، ج 24، ص 524، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال57.....فاتحہ کا طریقہ بیان فرمادیں؟

جواب.......فاتحہ ایصال ثواب کا نام ہے جو کچھ قرآن مجید و درود شریف سے ہو سکے پڑھ کر ثواب نذر کرے۔اور ہمارے خاندان کا معمول یہ ہے کہ سات بار درود غوثیہ، پھر ایک بار الحمد شریف و آیت الکرسی، پھر سات بار سورہ اخلاص، پھر تین بار درود غوثیہ۔۔۔ درود غوثیہ یہ ہے "اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد معدن الجود و الکرم وعلی آله وبارك وسلم" اور

فقیر اتنا اضافہ کرتا ہے **"وعلی اله الکرام وابنه الکریم وامته الکریمة وبارك وسلم"**۔

(فتاوی رضویہ، ج 23، ص 746، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال58..... محرم کے مہینے میں شہدائے کربلا کی یاد میں محافل قائم کرنا کیسا ہے؟

جواب.......بنفس ذکر شریف کی مجلس جس میں ان کے فضائل و مناقب احادیث صحیحہ و معتبرہ سے بیان کیے جائیں اور غم پروری نہ ہو تو حسن (اچھا) ہے اور مزید یہ کہ حرام خصوصاً رافضیوں کے تبرائے ملعونہ (صحابہ کرام کو برا کہنے) سے کمتر خالی ہوتے ہیں اہلسنت کو ایسی مجالس میں شرکت حرام ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج 24، ص 500، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال59......عاشوراء کے روز سرمہ لگانا کیسا ہے؟

جواب.....عاشوراء یعنی دس محرم الحرام کے دن آنکھوں میں سرمہ لگانا شرعاً نہ صرف جائز و مباح ہے بلکہ احادیث مبارکہ اور آثار سلف کی روشنی میں یہ ایک مستحسن اور باعث برکت عمل ہے۔خصوصاً اس مبارک دن میں **"إِثْمِدْ سُرْمَه"** لگانا آنکھوں کی جملہ بیماریوں سے حفاظت کا ایک مجرب نبوی علاج ہے۔

احادیث مبارکہ اور شروح حدیث کے محکم دلائل:

1۔الجامع الصغیر سے حدیث پاک کا متن و اعراب: امام جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمہ نے اپنی مایہ ناز تصنیف **"الجامع الصغیر"** میں یہ روایت نقل فرمائی ہے:**مَنِ اكْتَحَلَ بِالْإِثْمِدِ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ لَمْ تَرْمَدْ عَيْنُهُ أَبَدًا**

(الجامع الصغیر، جز: 2، صفحہ: 218، حدیث: 9506)

ترجمہ: جس شخص نے عاشوراء (دس محرم) کے دن اثمد سرمہ لگایا، اس کی آنکھیں کبھی نہیں دکھیں گی (یعنی وہ آنکھوں کے درد اور بیماری سے ہمیشہ محفوظ رہے گا)۔

2۔ علامہ عبد الرؤف مناوی علیہ الرحمہ کی تشریح: اس حدیث پاک کی لغوی و طبی حکمت واضح کرتے ہوئے علامہ مناوی فرماتے ہیں:

إِنَّ فِي الْإِثْمِدِ بِهِ مَرَمَّةٌ لِلْعَيْنِ وَتَقْوِيَةٌ لِلْبَصَرِ. وَإِذَا كَانَ مِنْهُ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ ذَالُ الْبَرَكَةِ. فَعُوْفِيَ مِنَ الرَّمَدِ عَلَى طُولِ الْأَمَدِ

(التیسیر بشرح جامع الصغیر، 2/ 203)

ترجمہ: بلاشبہ اثمد سرمہ لگانے میں آنکھوں کی درستی اور بینائی کی تقویت (روشنی) ہے؛ اور جب یہ عمل خاص طور پر (عاشوراء کے) دن سر انجام دیا جائے تو اسے برکت حاصل ہوتی ہے، جس کے نتیجے میں طویل مدت تک آنکھوں کے درد اور آشوب چشم سے عافیت نصیب ہو جاتی ہے۔

3۔ فقہ حنفی کی مایہ ناز کتاب "الدر المنتقی" سے استدلال: فقہائے احناف نے بھی اس مستحب عمل کو ترجیح دی ہے۔

چنانچہ علامہ قہستانی سے الدر المنتقیٰ میں مروی ہے:

وَلَا بَأْسَ بِهِ لِجَمِيعِ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ عَلَى الْمُخْتَارِ، لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: مَنْ اِكْتَحَلَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ لَمْ تَرْمَدْ عَيْنَاهُ أَبَدًا

(الدر المنتقیٰ، 1/ 363)

ترجمہ: مختار اور پسندیدہ قول کے مطابق، عاشوراء کے دن تمام لوگوں کے لیے (خواہ وہ روزہ دار ہوں یا غیر روزہ دار) سرمہ لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے؛

کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے:
جس نے عاشوراء کے دن سرمہ لگایا، اس کی آنکھیں کبھی نہیں دکھیں گی۔
تکبیر کہنے سے رسالت کی نفی نہیں ہوتی اور رسالت کا نعرہ لگانے سے توحید پر کوئی حرف نہیں آتا۔ دونوں اپنے اپنے مقام پر حق اور عین ایمان ہیں۔

سوال 60...... لفظ پنجتن پاک کہاں سے ثابت ہے؟

جواب...... پنجتن پاک کی طہارت اور مرکزیت کا حتمی عقلی و منطقی ثبوت اسلامی تاریخ اور علم حدیث میں "پنجتن پاک" (یعنی رسول اللہ ﷺ، سیدنا علی المرتضیٰ، سیدہ فاطمہ الزہراء، امام حسن مجتبیٰ اور امام حسین رضی اللہ عنہم) کی اصطلاح کوئی من گھڑت یا محض جذباتی تصور نہیں ہے، بلکہ یہ براہ راست فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور وحی الٰہی سے ثابت شدہ حقیقت ہے۔
اس کا سب سے بڑا اور جلیل القدر ثبوت "حدیث کساء" (چادر والی حدیث) ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا ان پانچ نفوس قدسیہ کو ایک چادر کے نیچے جمع فرمانا اور پھر ان پر آیت تطہیر کی تلاوت فرمانا، اس اصطلاح کا ایسا محکم ثبوت ہے جس کا انکار ممکن نہیں۔ حدیث مبارکہ کا متن (صحیح مسلم)
اہل سنت کی معتبر ترین کتاب صحیح مسلم میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت درج ذیل الفاظ کے ساتھ مروی ہے:
عن عائشة، قَالَتْ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ أَسْوَدَ، فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَأَدْخَلَهُ، ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ، ثُمَّ جَاءَتْ

فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا، ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَدْخَلَهُ، ثُمَّ قَالَ: {إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

ترجمہ:سیدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) بیان کرتی ہیں کہ ایک صبح نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ ﷺ نے سیاہ بالوں سے بنی ہوئی ایک کڑھائی دار چادر (کساء) اوڑھ رکھی تھی۔

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فضائل اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث: 2424)

اتنے میں حسن بن علی (رضی اللہ عنہ) آئے تو آپ ﷺ نے انہیں اس چادر کے اندر لے لیا، پھر حسین (رضی اللہ عنہ) آئے تو وہ بھی ان کے ساتھ چادر میں داخل ہو گئے، پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں تو آپ ﷺ نے انہیں بھی چادر میں داخل کر لیا، پھر علی رضی اللہ عنہ آئے تو آپ ﷺ نے انہیں بھی چادر میں لے لیا۔ پھر آپ ﷺ نے (قرآن مجید کی یہ آیت) تلاوت فرمائی:
اے اہل بیت! اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور فرمادے اور تمہیں ایسا پاک کر دے جیسا پاک کرنے کا حق ہے۔

اس حدیث مبارکہ کا ہر پہلو عقلی اور منطقی طور پر "پنجتن پاک" کی اصطلاح اور ان کی انفرادی شان کو ثابت کرتا ہے:

1۔رسول اللہ ﷺ کا ایک ایک کر کے صرف ان چار ہستیوں کو اپنے ساتھ چادر کے نیچے جمع کرنا کوئی اتفاقی حادثہ نہیں تھا، بلکہ ایک شعوری اور الہامی عمل تھا۔چادر تلے آنے والے نفوس کی کل تعداد پانچ (پانچ) بنتی ہے: رسول اللہ ﷺ (بذات خود) سیدنا علی المرتضیٰ سیدہ فاطمہ الزہراء، امام حسن مجتبیٰ امام

حسین (رضی اللہ عنہم) ان پانچ ہستیوں کا اختصاص ہی عرف عام اور لغت میں "پنجتن" (پانچ جسم / نفوس) کہلایا۔

2۔ جب یہ پانچوں نفوس چادر کے نیچے یکجا ہو گئے تو حضور ﷺ نے سورہ الاحزاب کی آیت نمبر 33 تلاوت فرمائی۔

اس عمل کا منطقی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ چادر تلے جمع کرنا گویا اس بات کی مہر تھی کہ اس آیت میں جس اہل بیت کی طہارت کا مژدہ سنایا گیا ہے، ان کا مرکزی مصداق یہی پانچ ہستیاں ہیں۔

سوال 61...... قبر پر پھول ڈالنا، سبزہ اگانا اور اسے اکھاڑنا کیسا ہے؟

جواب...... قبر پر پھول ڈالنا جائز و مستحسن عمل ہے جب تک پھول تر رہتے ہیں تسبیح کرتے ہیں، اس سے میت کو انسیت حاصل ہوتی ہے، دل بہلتا ہے، اور رحمت الٰہی اترتی ہے اور اس سے اللہ پاک سے امید ہے کے میت پر عذاب ہو تو اس میں کمی فرمائے گا۔ دوسرا قبر پر سبز ٹہنی و گھاس وغیرہ کی جڑ سے قبر یا میت کو کوئی نقصان وغیرہ نہ پہنچتا ہو تو ایسی سبز ٹہنی اور گھاس لگانا بھی جائز ہے کیونکہ ان کے سبز و تر رہنے میں بھی مذکورہ فوائد حاصل ہوں گے۔ تیسرا بلاوجہ شرعی قبرستان سے تر گھاس کو اکھاڑنا، کاٹنا ممنوع و مکروہ ہے، کیونکہ قبروں پر تر پودوں کا ہونا شریعت مطہرہ کو مطلوب و مستحسن ہے۔

صحیح بخاری میں ہے:

"عن ابن عباس قال: مر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بحائط من حیطان المدینة او مکة فسمع صوت انسانین یعذبان فی قبورھما فقال النبی ﷺ یعذبان و ما یعذبان فی کبیر ثم قال بلی کان احدھا لا یستتر من بولہ و کان

الآخر یمشی بالنمیمة ثم دعا بجریدة فکسرها کسرتین فوضع علی کل قبر منهما کسرة فقیل له یارسول الله لم فعلت هذا؟قال لعله یخفف عنهما ما لم ییبسا"

ترجمہ: روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ مدینہ منورہ یا مکہ مکرمہ کے باغات میں سے ایک باغ کے پاس سے گزرے، تو آپ ﷺ نے دو انسانوں کی آواز سنی جنہیں ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں عذاب دیا جارہا ہے اور کسی بڑے سبب سے عذاب نہیں دیا جارہا، پھر فرمایا: ان میں سے ایک آدمی، تو اپنے پیشاب کے چھینٹوں سے پرہیز نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا، پھر کھجور کی تر شاخ منگوا کر دو ٹکڑے کیے اور ہر قبر پر ایک ٹکڑا رکھا، صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! آپ نے ایسا کس لیے کیا؟ فرمایا جب تک یہ خشک نہیں ہوں گی، ان کے عذاب میں تخفیف ہو گی۔

(صحیح البخاری، حدیث216، صفحہ38، مطبوعہ مکۃ المکرمہ)

مرقاۃ المفاتیح میں ہے:

"استحب العلماء قراءة القرآن عند القبر لهذا الحديث اذ تلاوة القرآن اولى بالتخفيف من تسبيح الجريد، وقد ذكر البخارى ان بريدة بن الحصيب الصحابي اوصى ان يجعل فى قبره جريدتان فكانه تبرك بفعل مثل رسول الله ﷺ"

ترجمہ: علمائے کرام نے قبر کے پاس قرآن شریف پڑھنا، مستحب قرار دیا ہے، کیونکہ قرآن شریف کی تلاوت، عذاب کو کم کرنے میں تر شاخوں کے تسبیح کرنے سے زیادہ اولی ہے اور بخاری نے ذکر کیا کہ

بریدہ بن حصیب صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی کہ ان کی قبر پر کھجور کی دو شاخیں لگا دی جائیں، گویا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے فعل سے برکت لینا چاہی۔

(مرقاۃ المفاتیح، جلد 1، صفحہ 53، مطبوعہ کوئٹہ)

مرآۃ المناجیح میں مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"سبزہ کی تسبیح کی برکت سے عذاب قبر میں تخفیف ہوتی ہے۔"

(مرآۃ المناجیح، جلد 3، صفحہ 377، مطبوعہ قادری پبلشرز)

ردالمختار علی الدر المختار میں ہے:

"یو خذ من ذلك ای من انه ما دام رطبا یسبح الله تعالی فیو نس المیت و تنزل بذ کرہ الرحمة) و من الحدیث ندبا وضع ذلك للا تباع ویقاس علیه ما اعتید فی زماننا من وضع اعصان الآس ونحوہ"

ترجمہ: پھول جب تک تر رہتا ہے اللہ تعالی کی تسبیح کر کے میت کا دل بہلاتا ہے اور خدا کے ذکر سے رحمت نازل ہوتی ہے اس بات سے اور حدیث پاک کے اتباع کے لحاظ سے اس کا مندوب ہونا اخذ ہوتا ہے۔ اسی پر قیاس بھی ہو گا جو ہمارے زمانے میں آس وغیرہ کی شاخیں رکھنے کا دستور ہے۔

(ردالمحتار، کتاب الجنائز مطلب في وضع الحديد ونحو الآس على القبور، جلد 2، صفحہ 245 دار الفکر بیروت)

ردالمختار میں ہے علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"یکرہ أیضا قطع النبات الرطب والحشیش من المقبرة دون الیابس کما فی البحر والدرر وشرح المنیة وعلله فی الامداد بانه مادام رطبا یسبح الله تعالی فیونس المیت وتنزل بذکرہ الرحمة"

ترجمہ: تر گھاس کا مقبرے سے کاٹنا بھی مکروہ ہے، خشک گھاس کا نہیں، جیسا کہ بحر، درر اور شرح منیہ میں ہے، امداد میں اس کی علت یہ بیان کی ہے کہ جب تک یہ پودا تر رہتا ہے، اللہ پاک کا ذکر کرتا ہے، جس سے میت کو انسیت ہوتی ہے اور اس کے ذکر سے رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ (ردالمختار علی الدر)

سوال62..... صاحب مزار کی تعظیم کی نیت سے مزار پر چادر چڑھانا، جائز ہے یا نہیں؟

جواب..... صاحب مزار کی تعظیم کی نیت سے مزار پر چادر چڑھانا، جائز و مستحسن ہے اس پر قرآن وحدیث میں کہیں ممانعت نہیں کی گئی۔

روح البیان میں ہے:

فبناء القباب على قبور العلماء والاولياء والصلحاء ووضع الستور والعمائم والثياب على قبورهم امر جائز اذا كان القصد بذلك التعظيم فى اعين العامة حتى لا يحتقروا صاحب هذا القبر

ترجمہ: علماء، اولیاء اور صلحاء کی قبور پر قبہ بنانا، ان پر چادریں، عمامے اور کپڑے ڈالنا جائز کام ہے جبکہ اس کا مقصد لوگوں کی نگاہ میں صاحب مزار کی عظمت کو اجاگر کرنا ہو کہ وہ اس قبر کو حقیر نہ سمجھیں۔

(روح البیان، جلد:3، صفحہ:400، مطبوعہ: بیروت)

سوال63...... والدین کی قبور پر کس دن جانا افضل ہے؟

جواب.... والدین کی قبروں کی زیارت کے لئے چار دن جانا افضل و بہتر ہیں

(1) پیر (2) جمعرات (3) جمعہ (4) ہفتہ

مگر جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ افضل ہے اور ہفتہ کے دن طلوع آفتاب تک اور جمعرات کو دن کے اول وقت میں اور بعض علماء نے فرمایا کہ پچھلے وقت میں افضل ہے ۔

کنز العمال میں ہے :

من زار قبر أبويه أو أحدهما فى كل يوم الجمعة فقرأ عنده يس غفر له

ترجمہ: جو شخص جمعہ کے دن اپنے ماں باپ دونوں یا ایک کی قبر کی زیارت کرے اور وہاں سورہ یٰسین پڑھے تو وہ بخش دیا جائے گا۔(ج 16 / صفحہ 468)۔

المعجم الاوسط میں ہے:

عن أبى هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: من زار قبر أبويه أو أحدهما فى كل جمعة غفر له، و كتب بها

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اپنے ماں باپ دونوں یا ایک کی قبر پر ہر جمعہ کے دن زیارت کے لئے حاضر ہو وہ بخش دیا جاتا ہے اور اسے ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے والا لکھ دیا جاتا ہے۔

(ج 6/ صفحہ 175)۔

فتاوی ہندیہ میں ہے:

و افضل أيام الزيارة أربعة يوم الاثنين والخميس والجمعة والسبت والزيارة يوم الجمعة بعد الصلاة حسن و يوم السبت الى طلوع الشمس و يوم الخميس فی أول النهار وقيل: فی آخر النهار و كذا فی الليالی المتبركة لا سيما ليلة براءة و كذلك فی الأزمنة المتبركة كعشر ذی الحجة والعيدين وسائر المواسم كذا فی الغرائب۔

(ج 5/ کتاب الکراہیۃ، الباب السادس عشر في زيارة القبور، صفحہ 350)۔